نویں سالانہ اجلاس کی کارروائی

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

پاکستان کسان مزدور تحریک

رینول سینٹر، لاہور

دسمبر، 2016

نویں سالانہ اجلاس کی کارروائی

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

پاکستان کسان مزدور تحریک

رینول سینٹر، لاہور

دسمبر، 2016

پاکستان کسان مزدور تحریک

روٹس فار ایکوٹی نے 2008 میں کسانوں کے سیاسی و معاشی حالات کے ادراک اور اس کی بنیاد پر کسانوں کو منظّم کرنے کے لیے ملک گیر سطح پر سیاسی تعلیمی پروگرام کا آغاز کیا۔ سیاسی تعلیمی آگہی کے اس پروگرام کا مقصد چھوٹے اور بے زمین کسانوں کو زراعت کے حوالے سے درپیش مسائل سے نمٹنے کے لیے ایک پلیٹ فارم پر منظّم کرنا تھا تاکہ ان مسائل کے حل کے لیے مشترکہ طور پر کوئی لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے۔ اس منصوبے کے تحت کسان مزدوروں کے حقوق، خوراک کی خودمختاری، پائیدار زراعت اور موسمی انصاف کے موضوعات پر تربیتی پروگرام ترتیب دیئے گئے جس کے نتیجے میں ایک مرکزی کور گروپ کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے ذمہ اس کام کو ملک بھر میں پھیلانا ہے۔

پہلے مرحلے میں پروگرام کا آغاز ملک کے تین صوبوں (سندھ، پنجاب، خیبر پختونخواہ) کے دو دو اضلاع سے کیا گیا، بعد ازاں چند سالوں کے لیے بلوچستان کو بھی اس عمل میں شامل کیا گیا۔ سیاسی تعلیمی آگہی پروگرام کے دوسرے مرحلے میں صوبائی سطح پر تربیت کا آغاز کیا گیا جس کے نتیجے میں تمام صوبوں میں صوبائی کور گروپس کی تشکیل عمل میں آئی۔ صوبائی کور گروپ صوبے بھر میں اپنے کام کو پھیلانے کا ذمہ دار قرار پایا۔ پاکستان کسان مزدور تحریک کا یہ پلیٹ فارم آج ملک کے 16 اضلاع میں موجود ہے جہاں اس کے کارکن، کسانوں خاص طور پر بے زمین کسانوں کے ساتھ سیاسی شعور کو پھیلانے، عملی جدوجہد اور تحقیقی سرگرمیوں میں سرگرم عمل ہیں۔

2008 سے تحریک کا سالانہ اجلاس باقاعدگی سے منعقد ہورہا ہے۔ پہلا سالانہ اجلاس پاکستان کسان سنگت کے نام سے 2008 میں لاہور میں منعقد ہوا جس میں چاروں صوبوں سے تقریبا 100 کسانوں نے شرکت کی۔ 2009 میں اس اتحاد کے نام پر ابتدائی بحث و مباحثہ کا آغاز کیا گیا اور 2010 کے سالانہ اجلاس میں متفقہ طور پر اس اتحاد کا نام ''پاکستان کسان مزدور تحریک'' طے پایا۔ اجلاس میں چاروں صوبوں سے ایک ایک صوبائی رابطہ کار کا چناؤ بھی عمل میں آیا۔ 2011 کے سالانہ اجلاس میں

مرکزی رابطہ کار کا چناؤ کیا گیا اور 2011 میں ہی پی کے ایم ٹی کے آئین پر کام کا آغاز ہوا جسے متفقہ طور پر 2012 میں منظور کیا گیا۔ پی کے ایم ٹی آئین کے تحت ہر دو سال بعد مرکزی رابطہ کار، صوبائی رابطہ کار اور ضلعی رابطہ کاروں کا چناؤ عمل میں آتا ہے۔ موجودہ اشاعت میں نویں سالانہ اجلاس 2016 کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

ابتدائی تقریب

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا نواں سالانہ اجلاس 4 ,3 دسمبر 2016 کو رینیول سینٹر لاہور میں منعقد کیا گیا جس میں چاروں صوبوں سے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں نے شرکت کی۔ پی کے ایم ٹی پنجاب کے رابطہ کار ظہور جوئیہ نے نظامت کے فرائض ادا کرتے ہوئے اجلاس میں شریک تمام کسان مزدورں اور دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے شرکاء کو خوش آمدید کہا اور سالانہ اجلاس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ اجلاس کا آغاز تھیٹر سے کیا گیا جس کا عنوان ”بول کہ لب آزاد ہیں تیرے“ تھا۔ تھیٹر میں کسان مزدورں، عورتوں، طالبعلموں، سیاسی تحریکوں کے کارکنان کی جدوجہد اور ظلم کے خلاف اٹھائی جانے والی آوازوں کو دبانے کے لیے استعمال کیے گئے حکومتی جبر کی بھرپور طریقے سے عکاسی کی گئی۔ تھیٹر میں یہ پیغام دیا گیا کہ عوامی طاقت ہی اصل طاقت ہے جس کے ذریعے انصاف پر مبنی ایک پرامن معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

تعارفی کلمات

راجہ مجیب

پاکستان کسان مزدور تحریک کے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے افتتاحی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمارا نواں سالانہ اجلاس ہے جس میں ہم بڑی تعداد میں جمع ہیں۔ میں مرکزی رابطہ کار کی حیثیت سے سب ساتھیوں کو اجلاس کے کامیاب آغاز پر مبارک باد پیش کرتا ہوں، خوش آمدید کہتا ہوں اور شکرگزار ہوں کہ وہ آج ہمارے سالانہ اجلاس میں شریک ہیں۔ جس مقصد کے لیے ہم یہاں اکھٹے ہوئے ہیں وہ یہی ہے کہ، جیسے کہ ہمارا آج کا موضوع بھی ہے ”بول کہ لب آزاد ہیں تیرے“، ہم نے ظلم اور استحصال

کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔

آج ملک میں جو بھی ترقیاتی منصوبے زیرِ تکمیل ہیں ان سے کسانوں اور مزدوروں کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا بلکہ ان منصوبوں سے ملک میں سرمایہ داری مضبوط ہورہی ہے اس کے ساتھ ساتھ بے روزگاری، خودکشیاں، بھوک، بچوں کی اموات، عورتوں پر ظلم اور دہشت گردی میں اضافہ ہورہا ہے۔ ان منصوبوں پر اربوں روپے خرچ کیے جارہے ہیں مگر حقیقی ترقی نظر نہیں آرہی۔ ہاں اگر ترقی ہوئی ہے تو چند افراد اور مخصوص طبقہ کی ہوئی ہے۔ کسان جو سب سے زیادہ محنت کرتا ہے، خوراک پیدا کرتا ہے اس کے حالات نہیں بدل رہے، وہ تو ایک وقت کی روٹی کو بھی ترستے ہیں۔ یہ سب اس لیے ہورہا ہے کہ جتنے بھی منصوبوں پر کام ہورہا ہے وہ ہماری ترقی کے لیے یا ہمارے حق میں نہیں بلکہ یہ غیرملکی مفادات کی تکمیل کے لیے ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہمیں یہ ظلم برداشت کرنا ہے یا اس کے خلاف لڑنا ہے۔ یقیناً ہمیں اس ظلم کے خلاف ہر جگہ آواز بلند کرنی ہے۔ مجھے خوشی ہے جدوجہد کے لیے 2008 میں شروع کیا گیا یہ قافلہ آگے بڑھ رہا ہے۔

مرکزی خطاب

ہانی بلوچ

انسانی حقوق کے لیے سرگرم کارکن ہانی بلوچ نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں پاکستان کسان مزدور تحریک اور ڈاکٹر عذرا طلعت سعید کی شکرگزار ہوں جنہوں نے مجھے یہاں بولنے کی دعوت دے کر ثابت کیا ہے کہ انسانیت ابھی زندہ ہے۔ میں واحد بلوچ کی بیٹی ہوں جنہیں 26 جولائی، 2016 کو حراست میں لیا گیا اور اب تک ان کا کوئی پتا نہیں۔ واحد بلوچ سول اسپتال کراچی میں ٹیلی فون آپریٹر تھے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ کے بابا نے کیا جرم کیا ہے؟ انھوں نے کوئی جرم نہیں کیا، وہ ہمیں پڑھانا چاہتے ہیں وہ کتابوں

سے عشق کرتے ہیں، خود کام پر پیدل جاتے تھے اور اس سے بچ جانے والے پیسے ہماری تعلیم پر خرچ کرتے تھے۔ واحد بلوچ خود ایک مزدور ہیں جو کسان مزدوروں کے خلاف ہونے والے ظلم پر ہمیشہ آواز اٹھاتے تھے، یہی میرے بابا کی غلطی تھی جس کی وجہ سے انہیں اٹھایا گیا۔ اگر میرے بابا نے کوئی جرم کیا ہے تو انہیں عدالت میں پیش کیا جائے۔ آج اپنے حق کے لیے آواز اٹھانا بھی جرم بن گیا ہے۔

واحد بلوچ ہمارے گھر کے واحد کفیل تھے۔ آج ہم بہت مشکل زندگی گزار رہے ہیں۔ دو ماہ سے کوشش کررہے ہیں کہ اس واقع کی ایف آئی آر درج کی جائے مگر اب تک ایسا نہ ہوسکا۔ اس سب کے باوجود میں ہر جگہ گئی اور اس ظلم کے خلاف بولی اور میں بولوں گی، خاموش نہیں رہوں گی، کیوں کہ میرے والد نے کوئی جرم نہیں کیا۔ انصاف کے لیے بنائے گئے اب تک کسی ادارے سے ہمیں انصاف نہیں ملا، لیکن آپ جیسے انصاف دوست اداروں نے ہر موقع پر تعاون کیا۔

جب ہم کہتے ہیں انقلاب زندہ باد، اس کا مطلب ہی تبدیلی ہے، اس کا مطلب حق کے لیے آواز ٹھانا ہے۔ اس ملک میں اب تک ہزاروں لوگ غائب ہوچکے ہیں۔ جس طرح ہمارے لیے مشکلات بڑھ رہی ہیں کہ ہم تعلیم جاری رکھ سکیں، تو ان ہزاروں خاندانوں کے ساتھ کیا کیا ہوا ہوگا؟ وہ خاندان بھی میری طرح اپنے بابا یا بھائی کے لیے تڑپتے ہوں گے۔ آپ لوگ میرا ساتھ دیں، میری آواز میں آواز ملائیں، ہم نے ظلم کے خلاف آواز اٹھانی ہے۔ اگر ہم خاموش رہے تو ہم ظالم سے بڑھ کر ہیں، میں اس ظلم کے خلاف آخری وقت تک لڑوں گی۔

سی پیک منصوبہ اور بلوچستان

آغا اشرف

سی پیک منصوبہ اور اس کے اثرات سے متعلق بات کرتے ہوئے آغا اشرف نے کہا کہ پاکستان کسان مزدور تحریک کے تمام ساتھیوں کا شکریہ جنھوں نے یہاں آنے کی دعوت دی۔ میرا تعلق بلوچستان سے ہے۔ حقائق جاننے کے لیے بلوچستان کے علاقوں میں جائیں تو ہی پتا چلے گا کہ دراصل سی پیک کیا ہے۔ بلوچستان میں ترقی و خوشحالی کا کوئی مخالف نہیں ہے مگر ایسی ترقی اور خوشحالی جو مقامی آبادیوں کا روزگار چھین لے، اسے کوئی پسند نہیں کرتا۔ بلوچستان میں گوادر تک جانے والی سڑکوں کی تعمیر کے لیے کسانوں اور دیگر شعبہ جات سے وابستہ افراد کو ان کی زمینوں بے دخل کیا گیا ہے۔ کیا ان حالات میں بلوچستان کو سی پیک قبول ہوگا؟ ایسی ترقی نہ بلوچوں کو قبول ہے، نہ سندھیوں، پنجابیوں اور نہ ہی پٹھانوں کو۔ آج ہم یہاں لاہور اسی لیے آئیں ہیں کہ اپنی آواز ان متعلقہ اداروں تک پہنچائیں اور بتائیں بلوچستان میں واحد بلوچ جیسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ آج جو کچھ بلوچستان میں ہورہا ہے کل پورے ملک میں بھی ہوسکتا ہے۔ غریبوں کے پاس کھانے کو نہیں وہ سی پیک جیسے منصوبوں کا کیا کریں گے۔ بلوچ عوام صرف اپنے وسائل پر اختیار چاہتے ہیں، اسی طرح پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا کے وسائل پر وہاں کے رہنے والی عوام کا اختیار ہونا چاہیے۔

پی کے ایم ٹی کی نظر میں سی پیک منصوبہ

آصف خان

چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے (سی پیک) پر پی کے ایم ٹی کا نکتہ نظر اور اس منصوبے کے

آبادیوں پر پڑنے والے اثرات پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی کے آصف خان نے کہا کہ ذرائع ابلاغ میں بار بار کہا جاتا ہے کہ اس منصوبے سے ملک میں ترقی ہوگی، خوشحالی آئے گی۔ لیکن کیا ظلم، زیادتی اور استحصال کی بنیاد پر ہماری ترقی ممکن ہے؟ پی کے ایم ٹی نے ہری پور میں سی پیک منصوبے کے لیے کسانوں سے زبردستی لی گئی زمین کے حوالے سے براہ راست کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کسانوں کی یہ آپ بیتی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سی پیک منصوبے کے لیے کسانوں کی زمین ان کی مرضی کے خلاف زبردستی لی گئی۔ راتوں رات مقامی لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کرکے انہیں یہ باور کرایا گیا کہ وہ اس ملک کے وارث نہیں ہیں۔ حکومت نے ہی زمین کی قیمت مقرر کی اور انتہائی زرخیز زمین جس کی قیمت منڈی میں بیس سے تیس لاکھ روپے فی کنال ہے، صرف چند ہزار روپے فی کنال کے حساب سے مقامی افراد سے حاصل کی گئی حالانکہ کچھ امیر اور بااثر جاگیرداروں کی زمین مہنگے داموں بھی خریدی گئی۔ مزید ظلم یہ کہ زمین کا معاوضہ وصول کرنے کا سرکاری عمل اتنا مشکل تھا کہ مقامی آبادیوں کو اپنا حق لینے کے لیے بھی ہر موقع پر رشوت دینا پڑتی تھی اور بہت سے کسانوں کو آسانی سے زمین کا معاوضہ نہیں ملا۔

حکمرانوں اور سرمایہ داروں کی نظر میں زراعت کے لیے جدید مشینری، جدید ٹیکنالوجی، وسائل کا بڑے پیمانے پر استعمال اور ان پر اختیار، یہ سب ترقی کے معیار ہیں لیکن عوام کے لیے اس منصوبے کے نتیجے میں ہونے والے زمینی قبضے سے محتاجی اور خوراک میں کمی ہوگی، بے روزگاری میں اضافہ ہوگا اور زرعی زمین کم ہوجائے گی۔ درختوں کی مزید کٹائی اور جنگلات کا خاتمہ ہوگا اور اس منصوبے سے بڑے تاجر، صنعت کار اور سرمایہ دار چھوٹے تاجروں اور صنعت کاروں پر حاوی ہوجائیں گے۔ جب ہماری منڈی میں غیرملکی اشیاء کی بھرمار ہوگی تو ہمارے کارخانوں میں بننے والی اشیاء کا کیا ہوگا اور ہمارے مزدور کہاں جائیں گے؟

ہری پور میں ہونے والے زمینی قبضے کے فوری اثرات یہ ظاہر ہوئے کہ زیر کاشت زمین کم ہوگئی، کسان بے روزگار ہوئے، خوارک کی کمی ہوئی اور کسانوں کے معاشی حالات خراب ہوئے۔ اس منصوبے سے ماحول اور آبادیوں پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔منصوبے کے تحت بنائی گئی سڑک سطح زمین سے کافی اونچی ہے جو میدانوں، چھوٹے دریاؤں اور پہاڑوں سے گزر رہی ہے جس کی وجہ سے قدرتی ندی نالوں کا پانی اور برسات میں پہاڑوں سے آنے والے پانی کا بہاؤ رک گیا ہے۔منصوبے کے تحت اس پانی کی نکاسی کا کوئی معقول نظام نہیں بنایا گیا۔ ہری پور کے ندی نالوں میں قدرتی طور پر پتھر، ریت اور بجری پائی جاتی ہے جسے سڑک کی تعمیر کے لیے بڑے پیمانے پر بطور خام مال ان ہی ندی نالوں سے نکالا جارہا ہے۔ سارا سال ان ندیوں میں بہنے والا پانی مقامی کسان اپنی زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، اب ندی سے پتھر اور ریت نکالنے کی وجہ سے پانی کی سطح کم ہوتی جارہی جس کے نتیجے میں پانی زمینوں تک نہیں جاسکے گا۔ سڑک تعمیر کرنے والی کمپنی نے ندی حکومت سے لیز پر لے لی ہے جبکہ اس سے پہلے اس ندی کے پتھر، بجری جیسے وسائل مقامی لوگوں کے اختیار تھے جسے بوقت ضرورت استعمال کیا جاتا تھا۔

یہ سڑک آبادیوں اور پہاڑ کے درمیان تعمیر کی جارہی ہے۔ پہاڑ زندگی گزارنے کا بڑا اہم وسیلہ ہوتے ہیں۔ سڑک کی تعمیر سے مقامی لوگوں کا پہاڑ پر جانا اور وہاں سے اپنی ضرورت کی چیزیں مثلاً جانوروں کا چارہ وغیرہ لانا مشکل ہوگیا ہے کیونکہ اس سڑک کو عبور کرنا دشوار ہے۔ سڑک کی تعمیر میں درکار مٹی مقامی لوگوں کی زمینوں سے لی جاتی ہے جس سے ان کی زمینیں مزید خراب ہورہی ہیں۔

سڑک کی تعمیر میں بھاری مشینری کے استعمال کی وجہ سے اس منصوبے میں بڑی تعداد میں مزدوروں کی ضرورت بھی نہیں ہے جو مقامی افراد کے روزگار میں معاون ہو۔منصوبے پر کام کرنے والے کچھ مزدوروں سے کی گئی بات چیت سے معلوم ہوا کہ ان کے کام اور محنت کے بدلے مزدوری کم ملتی ہے جو وقت پر نہیں دی جاتی۔ کمپنی کی جانب سے مزدوروں کو جو کھانا دیا جاتا ہے وہ کھانے کے قابل نہیں جبکہ اس کے پیسے مزدوروں کی تنخواہ سے کاٹ لیے جاتے ہیں۔ جہاں دو مزدوروں کی ضرورت ہے وہاں ایک مزدور کام کررہا ہے اس طرح ایک مزدور کی دیہاڑی ٹھیکیدار کی جیب میں چلی جاتی ہے جبکہ ٹھیکیدار کمپنی

سے دو مزدوروں کی تنخواہ ہی وصول کرتا ہے۔

ایک خاص طبقہ ہے جو کہتا ہے کہ سی پیک منصوبے سے پاکستان بہت ترقی کرے گا اور اس کی قسمت بدل جائے گی۔ اس خاص طبقے میں حکمران، سرمایہ دار، جاگیردار اور طبقہ اشرافیہ شامل ہے جس کے لیے 46 بلین ڈالر کی رقم پرکشش ہے۔ سی پیک منصوبے کے تحت سے بڑی مقدار میں بجلی پیدا ہوگی جس سے اسی طبقے کے کارخانے چلیں گے۔ اس سڑک پر چلنے والی گاڑیاں اسی طبقے کی ہونگی اور اس راہداری سے تجارت بھی یہی طبقہ کرے گا۔ اس منصوبے سے سرمایہ داروں کو مزید منافع کمانے کے مواقع ملیں گے اور یہی وسائل کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرینگے جن پر اختیار بھی ان ہی کا ہوگا۔ فوج بھی اس منصوبے کے گن گاتی نظر آتی ہے کیونکہ بہت سے فوجی اس کی راہداری کی حفاظت کے لیے استعمال ہوں گے اور فوج کو براہ راست مالی مدد بھی ملے گی۔

سی پیک منصوبے کی مخالفت ہم اس لیے کرتے ہیں کہ اس سے عام انسانوں اور حیوانات کی قدرتی وسائل تک رسائی مشکل ہو جائے گی، پہاڑوں اور جنگلوں میں رہنے والے تمام جانوروں کی زندگی میں بھی بگاڑ پیدا ہوگا۔ انسان کی بنائی ہوئی دنیا اور قدرت کی بنائی ہوئی دنیا میں فرق ہے، انسان نے ایسی منڈیاں بنائی ہیں جہاں ایک ہی چھت کے نیچے تمام ضرورت کی اشیاء مل جاتی ہیں مگر پہاڑوں پر یا جنگل میں قدرت نے پانی ایک جگہ رکھا ہے اور خوراک دوسری جگہ پر اور رہائش کہیں اور ہے۔ پہاڑ کے درمیان سڑک بنے گی تو جانور کس طرح اپنی خوراک یا پانی تک پہنچیں گے؟ ہمیں اس زاویے سے سوچنا ہوگا۔

سی پیک منصوبے کی وجہ سے کچھ ممالک پاکستان سے ناراض ہوگئے ہیں جیسے بھارت اور امریکہ۔ یہ ممکن ہے کہ ہم ان ممالک کو راضی کرلیں مگر ایسے منصوبوں کے ذریعے ہم قدرت کو ناراض کررہے ہیں، اس میں بگاڑ پیدا کررہے ہیں اور پھر قدرت کو راضی کرنا انسان کے بس میں نہیں ہوگا۔ ایسی ترقی جس کا محور عوام نہیں ہوتے، معاشرے میں عدم توازن پیدا کرتی ہے۔ ایک خاص طبقہ پرسکون زندگی گزارے گا اور اکثریت جو محنت کش، کسان مزدور ہیں، ان کی زندگی بھوک، غربت، بیماری اور مفلسی میں گزرے گی تو پھر کیا ہوگا؟ پھر سانحہ آرمی پبلک اسکول پشاور، کوئٹہ میں وکلاء پر حملہ، اسکولوں، اسپتالوں اور پولیس پر دہشت گرد حملوں جیسے واقعات کو روکنا ناممکن ہوگا۔ ایسی غیر پائیدار ترقی ہوگی جس میں ماحول

اور قدرت میں بگاڑ پیدا ہو تو 2005 جیسے زلزلے اور 2010 جیسے سیلاب کو دوبارہ آنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔

ہم کسان مزدور ایسی ترقی چاہتے ہیں جس میں ملکی وسائل عوام کے اختیار میں ہوں، ہم ایسی ترقی چاہتے ہیں جس میں عوام کا روزگار محفوظ ہو۔ ہم ایسی دنیا چاہتے ہیں جس میں پانی، ہوا صاف ہو اور برفانی پہاڑ ہوں۔ ہمیں ایسی دنیا چاہیے جس میں انسانوں سمیت تمام جانداروں کی بقا ممکن ہو۔ ایسا تب ممکن ہوگا جب وسائل ہمارے اختیار میں ہوں گے۔ جب کسان مزدور، نوجوان سب مل کر اپنے حق کے لیے کھڑے ہوں گے، جب جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام کا خاتمہ ہوگا۔ ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کی بقاء کے لیے منافع خور سرمایہ داروں اور ظالم جاگیرداروں کو ملکی وسائل کی تباہی سے روکنا ہوگا۔ جب تک ہم اپنی بقاء کے لیے خود مزاحمت نہیں کریں گے ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ہم پاکستان سے حقیقی محبت کرتے ہیں اور اس کی ترقی اور اس کے وسائل کو بچانے کی جہدوجہد کررہے ہیں۔ اسی لیے آج ہم سب پورے ملک سے یہاں اکھٹے ہوئے ہیں۔

گلگت بلتستان اور سی پیک منصوبہ

علی احمد جان

گلگت بلتستان اور سی پیک کے موضوع پر بات کرتے ہوئے علی احمد جان نے کہا کہ میرا تعلق گلگت بلتستان سے ہے اور میں شکرگزار ہوں پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کا جنھوں نے مجھے مدعو کیا اور یہ اجلاس منعقد کیا۔ اہم سوال یہ ہے کہ ترقی کیا ہے اور ہمیں کیسی ترقی چاہیے؟ کوئی بھی ترقیاتی منصوبہ جو انسان اور فطرت کا تعلق خراب کرے وہ ترقی نہیں ہے اور اگرکوئی منصوبہ جو محکوم طبقے کی زندگیوں پر منفی اثر ڈالے اسے بھی ہم ترقی نہیں کہہ سکتے۔ سی پیک بھی ترقی کا منصوبہ نہیں ہے جو انسان اور قدرت و زراعت کے درمیان تعلق کو ختم کررہا ہے اور اس سے ماحول بھی تباہ ہوگا۔ گلگت بلتستان سی پیک منصوبے کا دروازہ ہے اور اس منصوبے میں گلگت بلتستان کی کوئی نمائندگی نہیں جو مقامی لوگوں کے حقوق کی بات کرے اور ان کا مؤقف پیش کرے۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے ایک مخصوص طبقہ فعال ہے جو صرف اپنے مفادات کے

بارے میں سوچ رہا ہے۔ گلگت بلتستان آئینی طور پر اب تک پاکستان کا حصہ نہیں ہے۔ وہاں کا باشندہ کے ٹو پہاڑ سر کرتا ہے تو اسے فخر پاکستان کہا جاتا لیکن جب ہم اپنا آئینی حق مانگتے ہیں تو نہیں دیا جاتا۔

عالمی سطح پر سی پیک منصوبے کی اہمیت

ڈاکٹر عذرا طلعت سعید

عالمی سطح پر سی پیک منصوبے کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ چین اپنی تجارت یورپ سمیت پوری دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لیے اس نے ایک نیا منصوبہ شروع کیا ہے جس کا نام ہے ''ون بیلٹ ون روڈ''۔ اس منصوبے کے تحت چین دنیا بھر میں چھ راہداریاں بنانے جارہا ہے جس میں سے ایک سی پیک ہے اور اسی منصوبے کے تحت چین پاکستان میں 46 بلین ڈالر سے زیادہ کی سرمایہ کاری کررہا ہے۔ فی الحال چین اپنی ضرورت کا تیل سمندری راستے سے درآمد کرتا ہے جو اسے کافی طویل اور مہنگا پڑتا ہے۔ اس سمندری راستے میں چین کو امریکی دخل اندازی کا بھی سامنا رہتا ہے۔ سی پیک منصوبے کے ذریعے چین پاکستان سے سڑک کے راستے تیل اور دیگر اشیاء کی تجارت کرنا چاہتا ہے جس سے اسے کافی منافع اور آسانی ہوگی۔ ایسے منصوبوں کی مدد سے چین اپنے عوام کے لیے روزگار اور اپنی اشیاء کے لیے منڈی تیار کررہا ہے۔ ان منصوبوں پر چین کے مزدور اور قیدی بھی کام کرتے ہیں۔ پاکستان سی پیک کی حفاظت کے لیے دس ہزار فوجی تعینات کررہا ہے۔

پاکستان کے ایک طرف امریکہ ہے اور دوسری طرف چین۔ امریکہ اپنی فوج پر سالانہ 711 بلین ڈالر سے زیادہ رقم خرچ کرتا ہے۔ آنے والے نئے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ سابق امریکی صدر بش کی طرح انتہا پسند ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ اب امریکی جنگی جنون میں مزید اضافہ ہوگا۔ چین اپنی فوج پر 150 بلین ڈالر سالانہ خرچ کرتا ہے لیکن لڑائی پر یقین نہیں رکھتا

اور بہت سے ممالک کی مالی مدد کر کے انہیں اپنی طرف کر لیتا ہے۔

پاکستان میں بڑی آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ عورتوں کے حوالے سے حالات خراب ہیں، ملک بدعنوانی میں بہت آگے ہے اور ملک بھر میں ہنگامی حالات ہیں جس کی تین اہم وجوہات ہیں۔ مذہبی تفریق، لسانی ونسلی تفریق اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم۔ پاکستان کی آدھی زرعی زمین 10 فیصد جاگیرداروں، سرمایہ داروں کے قبضے میں ہے باقی آدھی زمین 90 فیصد کسانوں کے پاس ہے۔ اسی وجہ سے غربت میں اضافہ ہورہا ہے۔ سماجی و معاشی عدم مساوات گہری ہوتی جارہی ہے۔

ہم چین کے ساتھ جائیں یا امریکہ کے ساتھ، نہ چین ہمارا دوست ہے نہ ہی امریکہ۔ چین کی ایک بات اچھی ہے کہ وہ خونخوار جنگ نہیں کرتا لیکن امریکہ خونخوار جنگیں کی ہیں۔ امریکہ جس ملک میں گیا وہاں خون ضرور بہایا گیا۔ وسائل پر قبضہ چین بھی کرے گا کیوں کہ وہ بھی ایک سرمایہ دار ملک بن چکا ہے۔ اس صورتحال میں ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم آپس میں ایک ہوجائیں۔ ہم اکیلے یہ جنگ نہیں لڑ سکتے۔ ہم ایک طبقہ بن جائیں جو کسانوں اور مزدوروں کا طبقہ ہے۔

سوال و جواب

سوال: سی پیک سے بلوچستان میں کتنی آبادی اور کتنی زمین متاثر ہوئی ہے؟

آغا اشرف: سی پیک تقریباً پورے بلوچستان گزر رہا ہے اس لیے بہت زیادہ زمین اور آبادی اس منصوبے سے متاثر ہورہی ہے۔

سوال: سی پیک منصوبہ کتنے سالوں کا ہے؟

ڈاکٹر عذرا طلعت سعید: سی پیک دس سالہ منصوبہ ہے جسے مزید بڑھایا جارہا ہے۔

سوال: سی پیک کے حوالے سے آپ کے پاس حکومت کے لیے کیا تجویز ہے؟

ڈاکٹر عذرا طلعت سعید: حکومت کے لیے تجویز یہ ہے کہ وہ زمین غیرملکیوں کو دینے کے بجائے اپنے کسانوں کو دے اور جن کے پاس بہت زیادہ زمین ہے ان کی زمین بھی کسانوں میں تقسیم کردی جائے۔

زمین کی تقسیم سے خوارک کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور روزگار کا بھی اور غربت بھی ختم ہوجائے گی۔

پاکستان زمینی قبضے کی زد میں

راجہ مجیب

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے ملک میں زمینی قبضے کے حوالے سے شائع کی گئی تحقیق ''پاکستان زمینی قبضے کی زد میں'' کا تعارف پیش کیا گیا۔

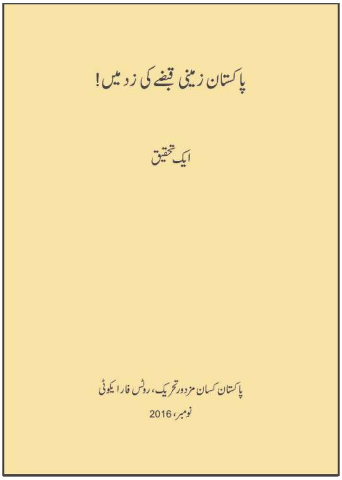

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے تحقیق کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ جس وقت زمینی قبضے پر تحقیق جاری تھی اس وقت سی پیک منصوبہ نہیں تھا لیکن غیر ملکی کمپنیوں کو کارپوریٹ زراعت کے لیے زمینیں دینے اور اقتصادی زون کی تعمیر کے لیے کسانوں کو بیدخل کرنے کا سلسلہ اس وقت بھی جاری تھا اور اب بھی جاری ہے۔ اس تحقیق میں سکھر اور گھوٹکی، سندھ میں غیر ملکی کمپنی الدھرا کو دی گئی زمین جس پر وہ گھاس اگا کر عرب ممالک کو برآمد کررہی ہے اور ہری پور میں چائنا اکنامک زون کی تعمیر کے لیے کسانوں کی بیدخلی پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ پاکستان میں بے زمینی کی وجہ سے بھوک اور غربت میں اضافہ ہوا ہے۔

پاکستان جب بنا تو کہا گیا تھا کہ زمین کا بٹوارہ اور جاگیرداری نظام کا خاتمہ ہوگا جو اب تک نہیں ہوا۔ زمین کمپنیوں کو دی جاتی ہے مگر ان لوگوں کونہیں دی جاتی جو اس زمین کو آباد کرتے ہیں اور خوراک اگاتے ہیں۔ اس تحقیق میں زمین کے حوالے سے کسانوں کے مسائل پر بات کی گئی ہے۔ اس کتاب کو پڑھنا کسانوں کے لیے بہت ضروری ہے کیوں کہ ہم نے اپنے حق کے لیے جدوجہد کرنی ہے۔ ساتھیوں سے گزارش ہے اس تحقیق کو ضرور پڑھیں۔

عورتوں کے ساتھ جنسی حراسگی کے واقعات

ڈاکٹر نوین حیدر

دوسرے سیشن کے آغاز میں ڈاکٹر نوین حیدر نے عورتوں کو جنسی طور پر حراساں کیے جانے کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ میں پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنھوں نے مجھے اس موضوع پر بولنے کا موقع دیا۔ آج بہت اہم موضوعات پر بات چیت ہورہی ہے، اس موضوع پر بات کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ''بول کہ لب آزاد ہیں تیرے'' بہت اچھا عنوان ہے پر بہت سے معاملات پر لب کھولنا مشکل ہوتا ہے اور شرم آتی ہے۔ اسی طرح کے موضوع پر آج مجھے بات کرنی ہے۔

میرے ساتھ بھی اسی طرح کا ایک واقع پیش آیا اور یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر میں کچھ بات کرسکتی ہوں۔

معاشی مسائل کی وجہ سے اب عورت کھیت سے لے کر دفتر تک کام میں نظر آتی ہے۔ عورت دیگر بہت سارے مسائل کے ساتھ ساتھ جنسی طور پر حراساں کیے جانے کے مسئلے سے بھی دوچار ہے جس میں عورت بہت زیادہ اذیت سے گزرتی ہے۔ اس ظلم کے خلاف بولے تب بھی اذیت، نہ بولے تب بھی اذیت۔ مغربی ممالک میں پچاس فیصد عورتیں جنسی طور پر حراساں کی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں اس حوالے سے اعداد و شمار دستیاب نہیں ہوتے جس وجہ سے ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ ملک میں کتنی عورتوں کو اس طرح کی صورتحال کا سامنا ہے۔

اس حوالے سے 2010 میں ایک قانون کام کی جگہ پر عورت کو جنسی طور پر حراساں کیے جانے کے حوالے سے منظور کیا گیا۔ حکومت نے کہا کہ یہ قانون ملک بھر میں ایک ساتھ اور فوری طور پر نافذ ہوگا اور تمام ادارے اس قانون پر عمل درآمد کے پابند ہونگے۔ اس قانون کے تحت ہر ادارے کی انتظامیہ جنسی

طور پر حراساں کیے جانے کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائے گی جس میں ایک عورت کا ہونا لازم ہے۔ کسی بھی ادارے میں اگر کسی عورت کو حراساں کیے جانے کا واقعہ ہو تو یہ کمیٹی پندرہ دن کے اندر اس شکایت پر کارروائی شروع کرے گی اور اس کا جلد فیصلہ دینے کی پابند ہوگی۔ اب قانون تو موجود ہے مگر جب بات عملدرآمد کی ہوتی ہے تو نتیجہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

میں یونیورسٹی میں تدریس کے شعبے سے وابستہ ہوں اور خود اس رویے کا شکار ہوں۔ مجھے ایک معتبر تعلیمی ادارے میں ایک نام نہاد بڑے شاعر نے جنسی طور پر حراساں کیا۔ میں بہت کرب سے گزری اور جب انصاف بھی نہ ملے تو دکھ اور بڑھ جاتا ہے۔ میں نے یہ واقعہ اپنے شعبہ کے ڈائریکٹر کو بتایا، وائس چانسلر کو بھی درخواست دی، پندرہ دن بعد کمیٹی بنی ایک ماہ بعد پیشی ہوئی اور مقدمہ سنا گیا۔ یہاں مجھے معلوم ہوا کہ عورت اس طرح کے حالات اور رویے پر خاموش کیوں رہتی ہے۔ عورتوں کو اپنی ملازمت، معاشرے اور گھر والوں کا ڈر ہوتا ہے۔ بہت سی بچیاں اس طرح کے رویے کا شکار ہوچکی ہیں مگر وہ سامنے نہیں آنا چاہتی۔ ایک لڑکی نے ہمت کی اور کہا کہ یہ شخص مجھے بھی تنگ کرتا ہے جس کے خلاف میں نے درخواست دی تھی، لیکن اس لڑکی کے ساتھ ہمدردی کرنے کے بجائے اسی پر الزام لگا دیا گیا۔ حتیٰ کہ میں جس ادارے میں 26 سال سے ملازمت کررہی ہوں وہاں پر بھی میری کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ الٹا ہو یہ رہا ہے کہ اب کوشش کی جارہی ہے کہ سارا الزام مجھ پر ہی لگادیا جائے کہ یہ عورت ہی بری ہے تاکہ آئندہ کوئی بھی عورتوں کو حراساں کرنے کے خلاف آواز نہ اٹھاسکے۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور شعبے کے ڈائریکٹر نے بھی میری کوئی مدد نہیں کی اور اس شخص کو تحفظ دیا جس نے یہ غیر اخلاقی اور غیرقانونی حرکت کی۔ اب یہ مقدمہ محتسب عدالت میں ہے۔ آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ خدا کرے یہ مقدمہ ایک اچھا رخ اختیار کرے تاکہ ہماری عورتوں میں اس ظلم کے خلاف بولنے کا مزید حوصلہ پیدا ہو، اس میں شرم کی بات نہیں ہے، شرم اس مرد کو آنی چاہیے جو یہ حرکت کرتا ہے، اسے نہیں جو اس زیادتی کا شکار ہوتی ہے۔ ہم ظلم، جبر، ناانصافی کے خلاف جب تک آواز نہیں اٹھائیں گے تب تک ہمیں کامیابی نہیں مل سکتی۔

زرعی مزدور عورتوں کے مسائل

فائزہ شاہد

زرعی مزدور عورتوں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے روٹس فار ایکوٹی کی فائزہ شاہد نے کہا کہ اقوام متحدہ کا ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO) کے مطابق زرعی ممالک میں کام کرنے والے 43 فیصد کسان مزدور، عورتیں ہیں اور جنوبی ایشیا میں زرعی شعبے میں کام کرنی والی مزدور عورتوں کی یہ شرح 60 فیصد ہے۔ پاکستان میں بھی عورتیں کھیت میں بیج لگانے سے لے کر پیداوار کو محفوظ کرنے تک کام کرتی ہیں۔فصل کی کٹائی پر ہی ان عورتوں کا کام ختم نہیں ہوجاتا بلکہ کچھ فصلوں کی کٹائی یا چنائی کے بعد صفائی بھی عورتیں ہی کرتی ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ زرعی مزدور عورتوں کی اجرت کے حوالے سے پاکستان کسان مزدور تحریک اور روٹس فار ایکوٹی کی جانب سے سندھ اور پنجاب میں کی گئی ایک تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ پنجاب میں گندم کی فصل پر ایک عورت روزانہ تقریباً دس گھنٹے اور سندھ میں نو گھنٹے کام کرتی ہے جس کی ایک دن کی اجرت پنجاب میں تقریباً 230 روپے اور سندھ میں تقریباً 132 روپے ہے۔ سخت گرمی میں سارا دن کام کرنے کی یہ اجرت انتہائی کم ہے۔ ان مزدور عورتوں کو اپنے کام کی اجرت طے کرنے کا بھی اختیار نہیں ہوتا اور نہ ہی زمیندار کی جانب سے انہیں کام کے دوران کھانا اور آمد و رفت کی کوئی سہولت دی جاتی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اگر کوئی زمیندار ان مزدور عورتوں کے لیے پینے کے ٹھنڈے پانی کا بندوبست کرے تو اس کی قیمت بھی اجرت سے کاٹ لی جاتی ہے۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ گندم کی کٹائی کے موسم میں اسکول جانے والے بچوں سمیت سارا گھرانہ کام کرتا ہے تاکہ خوراک کے لیے زیادہ سے زیادہ گندم اکھٹی کی جاسکے۔ گندم کی کٹائی کے دوران خاکہ اڑتا ہے جس سے گلے میں خراش، زکام، بخار جیسے امراض

لاحق ہوتے ہیں اور اکثر سخت گرمی کی وجہ سے نکسیر بھی پھوٹ پڑتی ہے۔ گندم کی کٹائی کرنے والوں کے پیر زخمی ہوجاتے ہیں، سانپ کے کاٹنے کا بھی ڈر رہتا ہے اور کام کی زیادتی کی وجہ سے عورتوں کے ہاتھوں میں چھالے پڑجاتے ہیں۔ مزید یہ کہ اب گندم کی کٹائی میں مشین کا استعمال کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے مزدور عورتوں کی اجرت مزید کم ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ مشین کی کٹائی سے بھوسہ بھی ضائع ہو جاتا ہے جس سے جانوروں کی خوراک میں کمی ہو جاتی ہے۔

گندم کی طرح گنے کی کٹائی میں بھی سندھ اور پنجاب میں مزدور عورتوں کو نو سے دس گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے جس کی اجرت میں زیادہ تر صرف چارہ ہی دیا جاتا ہے۔ مزدور عورتیں سخت سردی میں اتنا محنت طلب کام صرف جانوروں کا چارہ حاصل کرنے کے لیے کرتی ہیں اور کٹائی کے دوران ان کے ہاتھ پیر بھی کٹ جاتے ہیں، خارش ہوتی ہے، جسم میں درد اور بخار بھی ہوتا ہے۔

کپاس کی چنائی میں بھی کھیت مزدور عورت پنجاب اور سندھ میں نو سے گیارہ گھنٹے کام کرتی ہے جو دو سے چار ماہ تک جاری رہتی ہے۔ چنائی کے پورے موسم میں ایک مزدور عورت تین سے سات ہزار روپے آمدنی حاصل کرپاتی ہے۔ پنجاب میں کپاس کی چنائی کی اجرت پانچ سے دس روپے فی کلو اور سندھ میں فی من دو سے چار سو روپے دی جاتی ہے۔ کپاس کی چنائی کے دوران بھی کھانسی اور زکام ہو جاتا ہے، ہاتھوں پر کٹ لگ جاتے ہیں، کیڑوں کی وجہ سے خارش بھی ہوجاتی ہے۔ چنائی کرنے والی عورتوں کو زہریلے اسپرے کی ہوئی فصل پر کام کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے انہیں چکر آتے ہیں، الٹی اور سر درد ہوتا ہے۔

کھیتوں میں کام کرنے والی ان مزدور عورتوں کے کام کا دورانیہ بہت زیادہ ہے جبکہ اجرت بہت کم ہے۔ یہ عورتیں جاگیرداروں کی طے کی گئی اجرت پر کام کرنے پر مجبور ہیں یا پدرشاہی نظام میں گھر کے مرد ان عورتوں کے کام کی اجرت طے کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کھیت میں کام کرنے والی عورتوں کی بطور مزدور حیثیت کو تسلیم کیا جائے جن کے بغیر زراعت ممکن نہیں ہے۔ ان مزدور عورتوں کی اجرت اور کام کا دورانیہ طے کیا جائے، معاشی انصاف، صنفی برابری کی بنیاد پر زمین کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم کی جائے۔

گھریلو مزدور عورتوں کے مسائل

رابعہ وسیم

گھریلو مزدور عورتوں کے مسائل پر بات کرتے ہوئے روٹس فار ایکوٹی کی رابعہ وسیم نے کہا کہ محنت کش عورت کا نام لیتے ہی ہمارے ذہن میں کسی کارخانے میں یا کھیت میں کام کرنی والی عورت آتی ہے۔ ہمارے ذہن میں وہ عورت نہیں آتی جو صبح سے شام تک گھروں میں کام کرتی ہے۔ یہ گھریلو ملازم عورتیں گھروں میں برتن اور کپڑے دھوتی ہیں، صفائی کرتی ہیں، کھانا پکاتی ہیں، بچوں اور بوڑھوں کی دیکھ بھال بھی کرتی ہیں جنہیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ یہ تمام عورتیں غیر رسمی شعبے میں کام کرتی ہیں جس میں اجرت سمیت کام کا دورانیہ بھی طے نہیں کیا جاتا اور نہ ہی انہیں کوئی سہولیات دی جاتیں ہیں۔ گھریلو ملازمت میں مرد بھی شامل ہوتے ہیں جو زیادہ تر باغبانی، ڈائیور، چوکیدار اور جانوروں کی رکھوالی جیسے کام کرتے ہیں۔ ان گھریلو ملازمین کی ماہانہ اجرت عموماً آٹھ سے دس ہزار روپے ہوتی ہے جس میں گزارا کرنا انتہائی مشکل اور بچوں کو تعلیم دلانا ناممکن ہوتا ہے۔ دنیا میں تقریباً پانچ کروڑ تیس لاکھ افراد گھریلو ملازمت کرتے ہیں جن میں 83 فیصد عورتیں ہیں۔

کراچی میں عموماً کچی آبادیوں میں رہنے والی عورتیں گھروں میں کام کرتی ہیں جن میں کچھ ایسی بھی ہیں جن کے رہائشی علاقوں کو موسمی بارشوں کی وجہ سے خالی کروالیا جاتا ہے کیونکہ یہ آبادیاں اکثر برساتی نالوں کے اردگرد کپڑے کی چادروں اور دیگر طریقوں سے قائم کی جاتی ہیں۔ موسمی بحران کا شکار ہوکر دیہات سے شہروں کی طرف آنے والے ان غریب مزدوروں کو شہر میں بھی اسی طرح کی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے اور حکومت ان کے لیے کچھ نہیں کرتی۔

گھریلو مزدور عورتیں جب گھر سے نکلتی ہیں تو انہیں بہت سے مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ انہیں

پدر شاہی، طبقاتی نظام، حقارت اور بے اعتباری کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہ مزدور عورتیں اگر جنسی زیادتی کا شکار ہوں تو بھی گھر والوں کے ڈر سے خاموش رہتی ہیں۔ مزدور عورتیں خود تعلیم یافتہ نہیں ہیں اور وسائل نہ ہونے کی وجہ سے ان کے بچے بھی تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔ یہ مزدور عورتیں غذائی کمی کا شکار ہوتی ہیں اور ان کی صحت بھی خراب رہتی ہے کیوں کہ وہ عموماً گندے نالے پر آباد ہوتی ہیں جہاں گندگی کے ڈھیر ہوتے ہیں۔ مزدور عورتیں اپنے کام اپنی رہائش اور ناکافی سہولیات کو دیکھتے ہوئے شدید احساس محرومی کا شکار ہوتی ہے کیونکہ نہ ان کے گھروں میں بجلی ہے نہ ہی ان کے گھروں میں پردہ برقرار رہ سکتا ہے کیوں کہ ان کے گھروں کی چادریں پھٹی ہوتی ہیں۔ ان مزدور عورتوں کو نہ اپنے حقوق کی آگاہی ہے، نہ بولنے کی آزادی ہے اور ناہی فیصلہ سازی کا اختیار۔ گھر کے مردوں کی جانب سے چھوٹی عمر میں ہی بچیوں کی شادی طے کر دی جاتی ہے۔ کراچی میں زیادہ تر گھریلو مزدور عورتیں رحیم یار خان کے دیہی علاقوں سے آتی ہیں جہاں زیر کاشت رقبہ کم اور زمین بنجر ہورہی ہے جس کے نتیجے میں بیروزگاری میں اضافہ ہورہا ہے جو شہروں کی طرف نقل مکانی کی بڑی وجہ ہے۔ روزگار کے لیے دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کی تاریخ میں جائیں تو اس کی بنیادی وجہ سبز انقلاب ہی ہے۔ سیاسی اور سماجی تنظیموں کو ان گھریلو مزدوروں کے حقوق کی جدوجہد کے لیے منظّم ہونے اور مزاحمت کا راستہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی ایک مثال پی کے ایم ٹی ہے جس میں ہم سب مل کر آگے بڑھ رہے ہیں۔

تجزیہ

ڈاکٹر روبینہ سہگل

ڈاکٹر روبینہ سہگل نے پورے سیشن کو سمیٹتے ہوئے کہا کہ عورتوں کو جنسی طور پر حراساں کیے جانے کے حوالے سے ڈاکٹر نوین کی باتوں سے معلوم ہوا کہ ان واقعات کا تعلق کسی خاص طبقے یا عمر سے نہیں ہے۔ حراساں کرنے والا کوئی بھی اور کسی بھی عمر کا ہوسکتا ہے۔ اس طرح کے واقعات میں یکجہتی عورت کے ساتھ نہیں کی جاتی بلکہ حکام اور انتظامیہ ملزم کا ساتھ دیتے ہیں۔ قوانین پر عمل نہیں کیا جاتا بلکہ عورت پر ہی ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ معاشرے میں ایسے تمام مسائل کی جڑ پدر شاہی نظام ہے۔

کھیت مزدور عورتیں کام زیادہ کرتی ہیں اور انہیں اجرت کم دی جاتی ہے جبکہ اتنے ہی کام کی اجرت مرد کو عورت سے زیادہ دی جاتی ہے۔عورت کے پاس نہ زمین ہے اور نہ وسائل پر اختیار، یہاں تک کہ ہماری عورت سارا دن اس لیے سخت مشقت کرتی ہے کہ اس کو صرف جانوروں کے لیے چارہ مل سکے۔عورت کھیت کے کام سے فارغ ہوتی ہے تو اسے گھر کا بھی سارا کام کرنا پڑتا ہے۔ ان محنت کش عورتوں کو باقائدہ مزدور بھی تسلیم نہیں کیا جاتا، صنفی برابری بھی نہیں ہے اور انہیں معاشی انصاف بھی حاصل نہیں ہے۔ ان مزدور عورتوں کو ہر وقت جنسی طور پر حراساں کیے جانے کا خطرہ بھی رہتا ہے۔ دراصل سرمایہ دار ادارے دنیا بھر میں غیر رسمی شعبے کو فروغ دے رہے ہیں تاکہ انہیں مزدوروں کو مراعات نہ دینی پڑیں اور ان کا منافع مزید بڑھ سکے۔ اب تو بہت چھوٹے بچوں کو بھی کام پر رکھا جاتا ہے۔ ان بچوں پر تشدد کیا جاتا ہے اور ان پر چوری کے الزامات بھی لگائے جاتے ہیں۔

ان مسائل کی بنیادی وجہ سبز انقلاب ہے جس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر بے روزگاری اور نقل مکانی ہوئی۔ گھریلو ملازمین کے لیے بنائے گئے قوانین پر عمل نہیں کیا جاتا۔ تمام مسائل کا حل اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک یونین سازی نہیں ہوتی، جب تک اتحاد اور تنظیم نہیں ہوتی، جب تک مزاحمت نہ کی جائے تبدیلی نہیں آتی۔ مختلف علاقوں اور گھروں میں کام کرنے والے ملازمین کو جوڑنا ایک مشکل مرحلہ ہے۔ اب سرمایہ داروں نے کارخانوں کو بھی گھریلو مزدوروں کی طرح اتنا تقسیم کر دیا ہے کہ کارخانے کا ایک حصہ ایک شہر میں ہے دوسرا کسی اور شہر یا ملک میں۔ ایسا اس لیے کیا گیا کہ مزدور متحد نہ ہوسکیں اور یونین نہ بناسکیں۔

ناٹک

پی کے ایم ٹی خیرپور، سندھ کی جانب سے ناٹک پیش کیا گیا جس میں ملک میں جاگیرداری نظام میں

غریب کسانوں کی زمین پر قبضے اور سرکاری اداروں کی جانب سے بااثر جاگیرداروں کی پشت پناہی کو واضح کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ غیرسرکاری تنظیموں کا کردار بھی نمایاں کیا گیا جو کسانوں کے حقوق کے لیے اصلاحاتی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں نا کہ حقوق کے لیے جدوجہد پر۔ ناٹک میں کسانوں کو پیغام دیا گیا کہ جاگیرداری نظام کا خاتمہ صرف اور صرف اتحاد اور مزاحمت سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

لیبر قانون اور مزدور

جنید اعوان

مزدور رہنما جنید اعوان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں مزدور تحریک زوال کا شکار ہے۔ تحریک کے بانی رہنما مرزا ابراہیم تھے جس میں بڑے بڑے پروفیسر شامل ہوئے جن میں حبیب جالب، فیض احمد فیض حفیظ جالندھری جیسے لوگ بھی شامل ہیں۔ ایک سازش کے تحت، این جی او نے مزدوروں کو بدعنوانی کی طرف راغب کیا، انہیں غیرملکی دورے اور عیاشیاں کرواکر تقسیم کیا گیا۔ میرا تعلق ریلوے مزدور یونین

سے ہے اور سرمایہ دار دیگر اداروں کی طرح ریلوے کی بھی نجکاری چاہتا ہے۔ ریلوے کے بہت سے اسکول پرائیوٹ ہوچکے ہیں اور ریلوے کا ہی ایک بہت بڑا اسکول پی ٹی آئی کے نمائندے کی این جی او کو دے دیا گیا جس میں پندرہ سو سے زائد بچے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اب ریلوے کے ملازمین اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کے لیے اسی اسکول کو ماہانہ لاکھوں روپے فیس کی مد میں دے رہے ہیں۔ ہم سب ذات، مذہب، زبان کی بنیاد پر تقسیم ہیں اسی لیے ہمیں مار پڑ رہی ہے۔ جب تک ہم ایک نہیں ہوتے یہ مار ہمیں پڑتی رہے گی۔ جنسی طور حراساں کرنے کے قوانین موجود ہیں اور مزدوروں کے لیے بھی قانون ہیں مگر ان پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔ جہاں دس آدمی کام کرتے ہیں وہاں یونین بنائی جاسکتی ہے، میری درخواست ہے کہ آپ اداروں کے اندر یونین بنائیں، ہوسکتا ہے یونین سازی کی صورت آپ کو مشکلات ہوں لیکن جہدو جہد کرنا ہم پر لازم ہے۔

اورنج لائن میٹرو ٹرین منصوبہ

نیلم حسین

اورنج لائن میٹرو ٹرین منصوبے کے حوالے سے عوامی مزاحمت پر بات کرتے ہوئے محترمہ نیلم حسین نے کہا کہ حکومت جب بڑے بڑے منصوبے متعارف کرواتی ہے تو اس ملک کی عوام سے مشاورت نہیں کرتی۔ اورنج لائن میٹرو ٹرین منصوبہ بھی ایسا ہی ایک منصوبہ ہے جو عوام کی مرضی کے بغیر ان کے شہر میں متعارف کروایا گیا اور اس کی تعمیر کے لیے شہریوں کی زمین، مکانات، دکانوں پر قبضہ کیا جارہا ہے۔ حکومت کہتی ہے کہ یہ منصوبہ غریبوں کے لیے ہے اور اس سے ٹریفک کے مسائل حل ہوں گے، لیکن اس منصوبے کے نقصانات اس کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ یہ ٹرین منصوبہ شہر کے درمیان سے گزررہا ہے جس سے ناصرف مقامی لوگوں کے گھر بلکہ ان کا کاروبار بھی ختم ہوجائیگا۔ اس ٹرین منصوبے کو گنجان آبادیوں کے

درمیان سے گزارا جارہا ہے جس سے ہماری ثقافت بھی متاثر ہوگی۔ منصوبے کی تعمیر سے پانچ لاکھ سے زیادہ لوگ بے گھر ہوں گے جبکہ متاثر ہونے والوں کی بحالی کے لیے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ اس منصوبے کے خلاف عوامی حلقوں نے عدالت میں مقدمہ بھی دائر کیا ہے اور عوام احتجاج بھی کررہے ہیں۔

محترمہ نیلم حسین نے مزید کہا کہ ہم بحیثیت قوم بے حس ہوگئے ہیں، ہمیں اپنے حقوق کا علم نہیں ہے، ہمارے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے، حکومت ہمارے ساتھ کیا کررہی ہے ہم اس کی خبر نہیں رکھتے! اس منصوبے کے ذریعے عوام کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا اور حکومت نے اپنے ہی قوانین کی خلاف ورزیاں کی ہیں۔ غریب لوگوں کی بستیاں اجڑ رہی ہیں لیکن بڑے لوگوں کے گھروں کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ غریبوں کے کاروبار ختم ہورہے ہیں۔ دیہات سے روزگار کے لیے شہر سے نقل مکانی کرکے آنے والوں کو دوبارہ بے گھر کیا جارہا ہے، ان کے مکان توڑے جا رہے ہیں اور انہیں اپنا سامان نکالنے کا وقت بھی نہیں دیا جارہا۔ عوام حکومت کے ڈر سے خاموش ہیں اور اپنے حق کے لیے آگے نہیں آرہے۔ اس منصوبے سے چھوٹے پیمانے پر کاروبار کرنے والوں کو زیادہ نقصان ہوا ہے جن کی دکانیں کرایہ پر تھیں۔ دکانداروں نے مالکان کو پگڑیاں اور پیشگی کرایہ دے رکھا تھا، لیکن جب دکانیں گرائی گئیں تو اس کا معاوضہ مالک کو ملا اور کرایہ داروں کی پگڑیاں اور کرایہ انہیں واپس نہیں دیا گیا۔

اس منصوبے سے ماحول کو بھی زیادہ نقصان ہورہا ہے۔ گرد وغبار سے دمہ کی بیماری عام ہے، بڑی تعداد میں درخت کاٹے جارہے ہیں جس سے گرمی میں اضافہ ہورہا ہے۔ گرمی میں اضافے سے سڑکوں پر مزدوری کرنے والے سب سے زیادہ متاثر ہونگے۔

اورنج لائن میٹرو ٹرین منصوبہ بھی سی پیک کا حصہ ہے جسے چین کی طرف سے تحفہ بتایا جارہا ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ قرض ہے جس پر ہمیں سود دینا پڑے گا۔ یہ انتہائی مہنگا منصوبہ ہے جس سے ہماری معیشت پر بھی آنے والے وقتوں میں برا اثر پڑے گا۔ اس منصوبے میں تھوڑی بہت رکاوٹ لاہور کے

عام شہریوں کی مدد سے ڈالی گئی ہے۔ عوام باہر نکلی ہے تو یہ ممکن ہوا ہے۔ مزاحمت کسی اکیلے کے بس کی بات نہیں ہے، جب لوگ باہر نکلتے ہیں تو عدالت پر بھی دباؤ پڑتا ہے اور حکومت پر بھی، اس لیے ہمیں اپنے حق کے لیے باہر نکلنا ہوگا، آواز اٹھانی ہوگی، اپنے مفاد اور حقوق کے لیے اکھٹا ہونا پڑے گا تب ہی ہمیں کامیابی ملے گی۔

پاکستان میں اقلیتی برادری کی مشکلات

ڈیوڈ رحمت

پاکستان میں اقلیتی برادری کو درپیش مسائل پر بات کرتے ہوئے انجمن مزارعین پنجاب کے ڈیوڈ رحمت نے کہا کہ پاکستان میں 97 فیصد آبادی مسلمان ہے اور صرف تین فیصد آبادی دیگر مذاہب سے تعلق رکھتی ہے۔ ملک میں 1970 سے مسیحی قوم مذہبی تعصب کا شکار ہے اور انہیں تشدد کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ مسیحی برادری کے ساتھ شانتی نگر کا واقع پیش آیا، ضلع قصور کے گاؤں میں ایک مسیحی جوڑے کو زندہ جلایا دیا گیا، پاکستان میں گرجا گھروں پر حملے کیے گئے جس میں سیکڑوں لوگ مارے گئے۔

ضیاء کے دور آمریت میں توہین رسالت کا قانون لایا گیا جسے اقلیتوں کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ قانون صرف اقلیتوں کے خلاف ہی نہیں جو ان اقلیتوں کے حق کے لیے آواز اٹھاتے ہیں ان کے خلاف بھی استعمال کیا جاتا ہے اور انہیں بھی خاموش کرا دیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں تعصب پر مبنی تعلیمی نظام ہے جس میں اقلیت کو برابری کی سطح پر تعلیم نہیں دی جاتی بلکہ اقلیتوں کو بھی اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اقلیتی آبادیوں میں بنیادی ڈھانچہ خستہ حال ہے اور انہیں کوئی سہولت نہیں دی جاتی۔ ریاست اقلیتوں کے تحفظ کے لیے قانون تو بناتی ہے مگر اس پر عملدرآمد نہیں کروایا جاتا۔ ملک میں اقلیتوں پر جاری تشدد کے خلاف مل کر کوششیں کرنے سے ہی کمی آسکتی ہے۔ پی کے ایم ٹی اور اس جیسی تحریکوں کے ساتھ مل کر جھدوجھد کرنے کی ضرورت ہے تب ہی ہمیں کامیابی مل سکتی ہے۔

عوامی تنظیموں کو درپیش مشکلات اور ان کا حل

راجہ مجیب

پاکستان میں عوامی تنظیموں کو درپیش مشکلات اور ان کے حل پر بات کرتے ہوئے مرکزی رابطہ کار پی کے ایم ٹی راجہ مجیب نے کہا کہ میں ڈیوڈ رحمت سے متفق ہوں کہ ملک میں اقلیتوں کے ساتھ ناروا سلوک ہے۔ یہ سلوک اور ظلم حکمران سرمایہ دار طبقے کی طرف سے ہی ہے جس کا ہم سب شکار ہیں۔ ملک میں عوامی تنظیموں کو کام کرنے میں سخت مشکلات کا سامنا ہے جن کے دفاتر میں خفیہ ایجنسیوں کے اہلکار کھلے عام آتے ہیں، ریکارڈ کا معائنہ کرتے ہیں اور بہت زیادہ پوچھ گچھ کی جاتی ہے۔ ہم بھی اس مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ یہ ناقابل فہم ہے کہ ایک چھوٹی سی تنظیم جو چھوٹے سے گاؤں یا شہر میں بہت کم بجٹ سے کام کرتی ہے، کیا بدعنوانی کرے گی؟ لیکن اس ملک میں روزانہ اربوں روپے کی بدعنوانی ہوتی ہے جو ان اداروں کو نظر نہیں آتی۔ جب ہم پوچھتے ہیں کہ اس تفتیش کی وجہ کیا ہے تو بتایا جاتا ہے کہ اس کی وجہ نیشنل ایکشن پلان ہے۔ اب کسی عوامی تنظیم کے لیے بینک میں کھاتہ کھلوانا بھی اتنا مشکل ہے کہ دو دو سال لگ جاتے ہیں۔ عوامی تنظیموں کو اس طرح تنگ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عوام حکومتی کاموں میں دخل نہ دیں اور حکومت کی مرضی جو چاہے کرے۔ ہم تو اپنے حق کی بات کرتے ہیں، ملٹی نیشنل کمپنیوں اور حکومت سے اپنا حق مانگتے ہیں، لیکن ہمیں پھر بھی روکا جاتا ہے۔ عوامی تنظیموں پر یہ ساری پابندیاں نیشنل ایکشن پلان اور سی پیک کو جواز بنا کر عائد کی جارہی ہیں۔ یہ لوگ انہیں برداشت نہیں کرتے جو شعوری بیداری کا کام کرتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ عوام ایک ہوجائیں کیونکہ یہ لوگ بہت کمزور ہیں اور جانتے ہیں کہ اگر ہم اکھٹے ہوگئے تو ان کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

بول کے لب آزاد ہیں تیرے

شرکاء کی رائے

آج کے اجلاس میں سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ مسائل دو قسم کے لوگ پیدا کرتے ہیں تاکہ ان کی حکومت چل سکے۔ یہ دو لوگ سرمایہ دار اور جاگیردار ہیں جن کی وجہ سے ہم مشکلات میں ہیں۔ ہمارے

علاقے میں شوگر مل ہے جس کا نام خزانہ شوگر مل ہے۔ مل نے کسانوں سے گنا لے لیا لیکن ابھی تک اس کی قیمت طے نہیں کی۔ لگتا ہے کہ وہ اتنی کم قیمت مقرر کرینگے کہ کسان کا فصل پر آنے والا خرچہ بھی پورا نہیں ہوسکے گا۔ ہمارے حکمران منافق ہیں اور ہمارے سیاسی مولوی جو ان حکمرانوں سے ملے ہوئے ہیں وہ بھی منافق ہیں۔

لال جان، پشاور

میں بھی ایک کسان ہوں اور تمام کسان بھائیوں سے کہتا ہوں کہ ہم نے عملی جہدوجہد کرنی ہے، ہم جاگیرداروں کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس جال سے ہمیں نکلنا ہے اور اپنے حق کے لیے قربانی دینی ہے۔

محمد بشیر، مانسہرہ

ہم کہتے ہیں کسان آزاد ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ ہمارا بیج بھی آزاد نہیں جو کسان کی وراثت ہے، اب کسان سے یہ حق بھی چھین لیا گیا ہے۔ میرے حساب سے وہ کسان ہی نہیں ہے جو اپنا بیج خود پیدا نہیں کرتا۔ اب قانون سازی ہوگئی ہے کہ کسان خرید و فروخت کے لیے بیج پیدا نہیں کر سکتا، نہ ہی ذخیرہ اور فروخت کرسکتا ہے۔ یہ سرمایہ دار ہمارے بیج اور روزگار ہم سے چھین رہے ہیں۔ اگر ہم ان کمپنیوں سے بیج نہ خریدیں اور اپنا بیج خود پیدا کریں تو یہ کمپنیاں ہم سے بیج نہیں چھین سکتیں۔

چوہدری اسلم، ساہیوال

اس اجلاس میں جو باتیں ہوئی ہیں ہمیں ان پر عمل درآمد کرنا ہے، ہمارا دشمن امریکہ اور بھارت ہے۔ چین ہمارا دشمن نہیں ہے، سب سے بڑا دہشت گرد خود امریکہ ہے۔ ہم پہلے اپنی بیٹیوں، بہنوں کو تو حق دیں پھر ہم دوسروں سے مطالبہ کریں۔

چاچا اصغر، ملتان

ہماری غربت ہماری جہدوجہد سے ہی ختم ہوگی۔ اپنے بچوں کو تعلیم دو۔ یہاں غریب کو پتا ہی نہیں کہ اس کے حقوق کیا ہیں۔ جب تعلیم عام ہوگی تو ہی ہمیں اپنے حقوق کا پتا چلے گا۔ ہم نے ابھی تک کسی وڈیرے کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے اور ہم ان کی غلامی بھی قبول نہیں کرتے۔ تعلیم سے ہی سمجھ آتی ہے جب سمجھ آتی ہے تب ہی لڑائی لڑی جاتی ہے۔

سونی بھیل، ٹنڈو محمد خان

قرارداد

اجلاس کے پہلے دن کے اختتام پر صوبائی رابطہ کار پنجاب ظہور جوئیہ نے بلوچستان سے آئے ساتھیوں کی قرارداد اجلاس میں پڑھ کر سنائی جس میں کہا گیا کہ آج کا ایوان بلوچستان میں جاری فوجی آپریشن فوری طور پر بند کرنے، لاپتہ افراد کی بازیابی کا مطالبہ کرتا ہے اور بلوچستان میں جاری قتل عام کی مزمت کرتا ہے۔ کراچی سے لاپتہ ہونے والے واحد بلوچ سمیت دیگر افراد کی رہائی کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

دوسرے دن کے اجلاس کی کارروائی

کسان میلہ

پی کے ایم ٹی کے نویں سالانہ اجلاس کے دوسرے دن کسان میلے کا اہتمام کیا گیا جس میں پائیدار زراعت کے اصولوں پر کاشت کیے گئے دیسی بیجوں سے تیار کردہ کھانے پیش کیے گئے۔ پی کے ایم ٹی کی جانب سے پیش کیے گئے دیسی کھانے رابطہ کاروں اور اجلاس کے دیگر شرکاء کو پیش کیے گئے جنہوں نے سرسوں کا ساگ، مکئی کی روٹی، شہد اور دیگر روایتی کھانے چکھنے کے بعد اپنے تاثرات بیان کیے۔

کھانے جو ہم نے چکھے ہیں ان میں چاول کا ذائقہ بہت اچھا تھا، گندم کی روٹی بھی بہت اچھی تھی۔ اس کے علاوہ سفید توری کی یہ قسم بھی میں نے پہلی بار دیکھی ہے۔ الطاف حسین، لوئر دیر

میں کسان ہوں، اصل محنت کسان ہی کرتا ہے، یہ ذائقہ دار کھانے کسانوں کی محنت کی وجہ سے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ بھی پی کے ایم ٹی کے پروگرام میں شرکت کریں۔ آغا اشرف، بلوچستان

کھانے بہت اچھے لگے، یہاں دیسی اور اصلی چیزیں کھانے کو ملی ہیں جو ہم بچپن میں کھایا کرتے تھے۔ پی کے ایم ٹی کا یہ کام بڑا اور نیک نیتی پر مبنی ہے جسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ہمارے بچوں کو اب ایسی صحت بخش غذا نہیں مل رہی جس کی وجہ سے وہ کمزور بھی ہیں اور ان کی تعلیم پر بھی فرق پڑ رہا ہے۔ پی کے ایم ٹی کا کام دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہماری بھی خواہش ہے کہ ان کے ساتھ مل کر کام کریں اور اس تحریک کو آگے بڑھائیں۔ عبدالوہاب، بلوچستان

آج جو کھانا کھایا ہے اس میں لذت اور خوشبو ویسی ہی تھی جو 30 سال پہلے بالاکوٹ میں اپنے آبائی گاؤں میں ملتی تھی۔ روٹی اور چاول میں بہت لذت اور ذائقہ تھا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اس میں کیمیائی اجزاء نہیں ہیں۔ دنیا ایسی زراعت کی طرف واپس آرہی ہے۔ کسانوں تک یہ معلومات جانی چاہیے تاکہ وہ دیسی طریقہ زراعت اپنائیں۔ جنید اعوان، کراچی

میری یہ تجویز ہے کہ ہر ضلع میں اس روایتی ثقافت کے ساتھ کسان میلہ منعقد کیا جائے۔

محمد اقبال، ملتان

میری یہ تجویز ہے کیونکہ کھانے پکانے کا کام زیادہ تر عورتیں کرتی ہیں اور سمجھتی بھی ہیں اس لیے کسان میلے میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہونی چاہیے۔

ڈاکٹر عذرا طلعت سعید، کراچی

اس کے بعد ضلعی رابطہ کاروں اور کسان مزدور عورتوں کو دیسی بیجوں کو مزید بڑھانے کے لیے گندم اور چاول کے بیج کے پانچ کلو کے تھیلے تحفے میں دیے گئے۔

پی کے ایم ٹی ایوارڈ

پی کے ایم ٹی کے مرکزی کور گروپ کے فیصلے کے مطابق ہر سال ایک ایسی شخصیت کو پی کے ایم ایوارڈ دیا جاتا ہے جو انسانی فلاح اور کسی عوامی تحریک یا جہدوجہد میں شامل ہو۔ پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے صوبائی رابطہ کار طارق محمود نے ایوارڈ حاصل کرنے والی شخصیت کے نام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ متفقہ فیصلے کے مطابق ہم اس سال ایسی شخصیت کو ایوراڈ دے رہے ہیں جو مشکل حالات میں بھی آگے بڑھتی رہی اور پی کے ایم ٹی کی پہلی خاتون مرکزی رابطہ کار تھیں۔ تحریک کی پختہ ارادہ رکھنے والی قابل فخر خاتون تھیں جو پدرشاہی نظام کا نشانہ بنیں لیکن آخری وقت تک سماج سے لڑتی رہیں اور اپنی جان دے دی۔ اس دفعہ ہمارا ایوارڈ وینا ارجن کے نام ہے۔ ایوارڈ دینے سے پہلے ہماری ساتھی فاطمہ میتلو وینا ارجن کی ایک تحریر شرکاء کو پڑھ کر سنائیں گی۔

فاطمہ میتلو نے وینا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ایسا کام کرنا چاہیے جس سے ہمیں ہمیشہ یاد رکھا جائے جیسے کہ آج ہم وینا ارجن کو یاد کررہے ہیں۔ میں آج وہ تحریر آپ کو سنانے جارہی ہوں جو وینا ارجن نے اپنی ڈائری

(مرحومہ وینا ارجن کی فائل فوٹو)

میں رقم کی تھی۔

''2013 کے الیکشن نے پوری عوام کے سپنوں پر پانی پھیر دیا، اس الیکشن میں چند چہرے بدلے۔ باقی چہرے پھر وہی، نظام بھی وہی، پالیسیاں بھی وہی، نظام بنانے والے بھی وہی اور چلانے والے لوگ بھی وہی، ایسے الیکشن کا کیا فائدہ؟ عوام تو تبدیلی چاہتی ہے۔ قیادت میں تبدیلی، نظام میں تبدیلی، ایسا پاکستان چاہتے ہیں جس میں امن ہو، جہاں دہشت گردی نہ ہو، جہاں عوام کو تحفظ ملے، جہاں مہنگائی کا پھندہ نہ ہو، جہاں عوام بھوک سے نہ مرتی ہو، جہاں عوام بے روزگاری میں نہ پس رہی ہو، جہاں عوام تعلیم سے مالا مال ہو، جہاں کرپشن اور رشوت نہ ہو، جہاں بچوں کے ہاتھوں میں پسٹل کی جگہ قلم ہو، جہاں عورتوں پر ظلم نہ ہوتے ہوں، عورت کو کاروکاری کے الزام میں بے رحمی سے مارا نہ جائے، جہاں عورت کو برابری کا حق حاصل ہو، ہر عورت کو فیصلے کا حق حاصل ہو، جہاں بیٹے اور بیٹی میں فرق نہ رکھا جائے، انسان آزادی سے رہے، لوگوں کو انصاف ملے، جج آزادی سے فیصلہ کرسکیں، میڈیا آزاد ہو، جہاں حکمران عوام کی خدمت کریں۔ مگر یہاں الٹا ہوتا ہے، اپنی حفاظت کے لیے عوام کی جان لی جاتی ہے، پاکستان کی عوام ایسا پاکستان نہیں چاہتی۔ اگر یہاں حکومت عوام کا خیال کرے تو اپنے اکاؤنٹ کیسے بھرے؟ سارا کھیل پیسے کا ہے۔ پیسہ پھینک تماشہ دیکھ، سب کچھ تو پیسے میں رکھا ہے''

وینا ارجن، 27 جون، 2013

طارق محمود نے وینا ارجن کی تحریر کے حوالے سے کہا کہ وینا نے بہت بڑا پیغام دیا جو پی کے ایم ٹی کا ایک کارکن ہی دے سکتا ہے جس میں پاکستان کے تمام مسائل کا جائزہ شامل تھا اور طبقاتی فرق کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ وینا نے اقلیت سے تعلق رکھنے والی ایک عورت ہوتے ہوئے ایسا سوچا اور لکھا ہے۔ یہ ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ جو کچھ وینا نے کہا اور جو کچھ وینا کے ساتھ ہوا ہمارے اردگرد یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن ہمیں نظر نہیں آ رہا۔

اس کے بعد وینا ارجن کے اعزاز میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔ مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے وینا ارجن کی والدہ کو پی کے ایم ٹی ایوارڈ پیش کیا۔ اس موقع پر وینا ارجن کی والدہ شدت غم کی وجہ سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کرسکیں۔

پائیدار زراعت ایوارڈ

مرکزی کور گروپ کے فیصلے کے مطابق تحریک سے وابستہ ان کسانوں کو ''پائیدار زراعت ایوارڈ'' دیا گیا جنھوں نے پی کے ایم ٹی کے نظریات کے تحت پائیدار زراعت کے اصولوں کو اپناتے ہوئے بیج بینک قائم کیے۔ ایوارڈ دینے کے لیے کسانوں کا انتخاب روٹس فار ایکوٹی اور پی کے ایم ٹی کے ارکان پر مشتمل کمیٹی

نے کسانوں کے بیج بینک کا دورہ اور تفصیلی جائزہ لینے کے بعد کیا۔ کل چھ کسانوں کو ایوارڈ کے لیے منتخب کیا گیا جن میں سے تین صوبہ سندھ اور تین صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے پائیدار زراعت ایوارڈ میں شیلڈ کے ساتھ پانچ ہزار روپے نقد رقم بھی دی گئی۔ صوبہ سندھ سے ضلع خیرپور کے شہزادو، ضلع گھوٹکی کے علی گوہر گبول اور عبدالرحیم کو پائیدار زراعت ایوارڈ پی کے ایم ٹی، سندھ کے صوبائی رابطہ کار علی نواز جلبانی نے پیش کیا۔ صوبہ پنجاب سے ضلع اوکاڑہ کے یار محمد، ضلع راجن پور کے عبدالغفار اور غلام یاسین کو پائیدار زراعت ایوارڈ پی کے ایم ٹی، پنجاب کے صوبائی رابطہ کار ظہور جوئیہ نے پیش کیا۔

پی کے ایم ٹی کی سال 16-2015 کی سرگرمیوں کا جائزہ

طارق محمود

- منتخب اضلاع میں عوامی آ گہی پروگرام کے تحت سیشن منعقد کیے گئے۔ صوبہ سندھ میں ضلع ٹنڈو محمد خان میں دو، گھوٹکی میں دو اور صوبہ پنجاب کے ضلع ملتان میں دو، ساہیوال میں تین، اوکاڑہ میں ایک اور راجن پور میں چار سیشن منعقد کیے گئے۔ اس کے علاوہ صوبہ کے پی کے میں ضلع مانسہرہ، ہری پور، پشاور میں دو دو اور لوئر دیر میں تین سیشن منعقد کیے گئے۔

- پی کے ایم ٹی عوامی آ گاہی پروگرام کے تحت عورتوں کے ساتھ ضلع شکار پور سندھ، ضلع ملتان پنجاب اور ضلع دیر کے پی کے میں کام جاری ہے۔

- پی کے ایم ٹی نے کچے کے علاقے میں کسانوں کو درپیش مسائل کو سامنے لانے لیے ایک کمیٹی بنائی جس نے علاقے کا دورہ کیا۔

- صوبہ سندھ، پنجاب اور کے پی کے میں بیج بینک کے قیام کے لیے ضلع سطح پر اجلاس، بیج کی تقسیم اور بیج کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے کسانوں سے مشاورت کی گئی جس کے نتیجے میں سندھ میں

19، پنجاب میں نو اور کے پی کے میں ایک بیج بینک کا قیام عمل میں آیا۔

- 8 مارچ کو عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر شکار پور، سندھ کے گاؤں لونگ سومرو میں جلسے کا اہتمام کیا گیا۔

- 29 مارچ کو بے زمین کسانوں کے عالمی دن کے موقع پر زمینی قبضے کے خلاف لاہور پریس کلب پر احتجاج کیا گیا۔

- پی کے ایم ٹی سندھ کا چوتھا صوبائی اجلاس 23 مارچ کو ''زور بازو سے بدل دو زمانہ: پی کے ایم ٹی کے بڑھتے قدم'' کے عنوان سے شکار پور میں منعقد کیا گیا اور اسی دن سکھر پریس کلب پر تھر میں خشک سالی سے بچوں کی اموات کے خلاف احتجاج کیا گیا۔

- پی کے ایم ٹی پنجاب کا چوتھا صوبائی اجلاس 29 مارچ کو ''زور بازو سے بدل دو زمانہ: پی کے ایم ٹی کے بڑھتے قدم'' کے عنوان سے لاہور میں منعقد کیا گیا۔

- 7 اپریل کو فلپائن کے علاقے کڈاپاؤن کے کسانوں پر ریاستی تشدد اور سات کسانوں کی ہلاکت کے بعد فلپائن کے کسانوں سے اظہار یکجہتی کے لیے گھوٹکی پریس کلب پر مظاہرہ کیا گیا۔

- پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کا چوتھا صوبائی اجلاس 22 جولائی، کو ''زور بازو سے بدل دو زمانہ: پی کے ایم ٹی کے بڑھتے قدم'' کے عنوان سے ضلع لوئر دیر میں منعقد کیا گیا۔

- 12 اگست کو سکھر پریس کلب پر پلانٹ بریڈرز رائٹس بل کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔

- ملک میں جینیاتی کپاس کے فروغ کے خلاف 31 اگست کو لاہور پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔

- 15 اکتوبر کو دیہی عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر سکھر پریس کلب پر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔

- خوراک کے عالمی دن کی مناسبت سے 16 اکتوبر کو ملتان پریس کلب پر پریس کانفرنس کی گئی۔

- پی کے ایم ٹی نے تھر میں خشک سالی اور غذائی کمی سے بچوں کی اموات کا جائزہ لینے کے لیے تھرپارکر کا دورہ کیا۔

پی کے ایم ٹی خبروں میں

پی کے ایم ٹی کے نئے رابطہ کاروں کا چناؤ

پی کے ایم ٹی کے آئین کے مطابق ہر دو سال بعد مرکزی، صوبائی اور ضلعی رابطہ کاروں کی مدت ختم ہو جاتی ہے اور سالانہ اجلاس کے موقع پر رابطہ کاروں کا اتفاق رائے سے دوبارہ چناؤ کیا جاتا ہے۔ مرکزی کور

گروپ میں مشاورت کے بعد صوبائی اور مرکزی رابطہ کاروں کے نام تجویز کیے گئے جبکہ ضلعی رابطہ کاروں کا چناؤ پی کے ایم ٹی کے ضلعی ارکان کی جانب سے مشاورت سے کیا گیا جس کی جنرل باڈی نے تائید کی۔

سابق رابطہ کاروں کے تاثرات

ظہور جوئیہ، سابق صوبائی رابطہ کار پنجاب

سابق صوبائی رابطہ کار پنجاب ظہور جوئیہ نے کہا کہ تمام ارکان کے تعاون سے یہ چار سال مکمل کیے اور کوشش کی کہ پی کے ایم ٹی کے لیے کچھ کرسکوں۔ اب نئے رابطہ کار کے ساتھ کام کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں گے۔ پنجاب کے ساتھیوں نے بہت مدد کی اب نئے رابطہ کار کے ساتھ ہر ممکن تعاون جاری رکھیں گے۔

طارق محمود، سابق صوبائی رابطہ کار خیبرپختونخوا

سابق صوبائی رابطہ کار خیبرپختونخوا طارق محمود نے کہا کہ جو آئینی تقاضے آج پورے کیے گئے اس سے خوشی ہوئی، چار سال کوشش کی، کچھ کام پوری طرح سے نہیں کرسکے۔ اس دوران بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا، ولی حیدر اور ڈاکٹر صاحبہ کا بہت شکریہ۔ پی کے ایم ٹی کو آگے بڑھانے کی کوشش کی جو جاری ہے اور اسی جذبے کے ساتھ جاری رہے گی۔ نئے آنے والے ساتھیوں کے لیے نیک تمنائیں اور نئے صوبائی رابطہ کار کے ساتھ مکمل تعاون رہیگا۔ الطاف حسین بھائی کو مرکزی رابطہ کار بننے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ راجہ مجیب اور ظہور جوئیہ کا بھی شکریہ جنھوں نے پی کے ایم ٹی کے لیے بہت کام کیا۔

راجہ مجیب، سابق مرکزی رابطہ کار

سابق مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں بذات خود کچھ بھی نہیں، تمام ساتھیوں کی مہربانی ہے جو کچھ کیا ان کے تعاون سے کیا۔ الطاف حسین بھائی کو مبارک پیش کرتا ہوں۔ جب مجھے اس عہدے پر نامزد کیا گیا تو میں بہت پریشان بھی تھا، نیا کام تھا، انتظامی ڈھانچہ بھی نہیں تھا اور آئین نہیں تھا۔ خوفزدہ تھا کہ اتنی بڑی ذمہ داری کیسے پوری کروں گا۔ میرا خوف ہی میرے کام کا سبب بنا، دوستوں کے تعاون سے آگے بڑھے ہیں اور آج اس مقام تک پہنچے ہیں۔ کام کے دوران کئی بار دوستوں کے ساتھ سختی کی، اس کا اعتراف کرتا ہوں مگر اس کے پیچھے میں میری ذات نہیں پی کے ایم ٹی ہے جس کی کامیابی کے لیے میں نے ایسا کیا۔ یہ بھی نہیں کہوں گا کہ سب اچھا ہوا بہت ساری مشکلات بھی آئیں ہیں۔ اب ہم سب نے مل کر مشکلات پر قابو پانا ہے، نئے ساتھی آئے ہیں اب نئے خیالات لائیں۔ ہم نے کوشش کی کہ عورتیں بھی پی کے ایم ٹی کی رکن بنیں، کچھ بنی بھی ہیں اور امید ہے مزید عورتیں رکن بنیں گی۔ ہمارے پاس اب سب کچھ ہے صرف لوگوں کے ساتھ جڑنے کی ضرورت ہے۔

محمد بشیر، سابق ضلعی رابطہ کار مانسہرہ

مانسہرہ کے سابق ضلعی رابطہ کار محمد بشیر نے کہا کہ جو ذمہ داریاں تھیں کوشش کی کہ ساتھیوں کی مدد سے انہیں پورا کیا جائے۔ اس دوران بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ میں ان پڑھ ہوں لیکن آج اسٹیج پر بات کرسکتا ہوں یہ سب پی کے ایم ٹی کی وجہ سے ہی ہے۔ کوئی اور سیاسی تحریک یا جماعت ایسا نہیں کرسکتی۔ میں اس تحریک میں اس لیے ہوں کیونکہ یہ کسانوں کی تحریک ہے، یہ تحریک ہماری آواز کو آگے لے جاسکتی ہے اور اب ہم مل کر اس تحریک کو آگے لے کر جائیں گے۔

محمد عظیم، سابق ضلعی رابطہ کار خیر پور

سابق ضلعی رابطہ کار خیر پور، محمد عظیم نے کہا کہ چار سال تک ضلع کا رابطہ کار رہا ہوں اب بھی ساتھی کہتے ہیں آپ ہی رابطہ کار رہیں، لیکن آئین کی رو سے میں ایسا نہیں کرسکتا اور ہم سب نے مشاورت سے غلام

جعفر کا انتخاب کیا ہے۔ ہمارا پورا تعاون ان کے ساتھ ہوگا۔

نومنتخب رابطہ کاروں کے تاثرات

شاہ رحمان، ضلع مانسہرہ

پی کے ایم ٹی کے ساتھیوں کا شکرگزار ہوں جنھوں نے اس پلیٹ فارم سے مجھے منتخب کیا۔ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ جو کام بشیر بھائی نے ضلع مانسہرہ میں پی کے ایم ٹی کے لیے کیا ہے، میری کوشش ہوگی اس سے بھی زیادہ کام کروں۔

محمد اقبال، ہری پور

طویل عرصے سے اس تحریک سے جڑے ہیں، سابق عہدے داران بہت اچھا کام کررہے تھے مگر آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہم نے تبدیلی کی ہے۔ میرے لیے کام کرنا مشکل نہیں ہوگا کیونکہ ہری پور کی ٹیم میرے ساتھ ہے۔ اپنی پوری صلاحیت سے اس تحریک کی مضبوطی کے لیے کام کروں گا۔

محمد رمضان، ضلع اوکاڑہ

میرا پی کے ایم ٹی کے کسانوں کو پیغام ہے کہ ہم نے تعصب سے بالاتر ہوکر بھائی چارے سے اس تحریک کو آگے بڑھانا ہے اور ظلم کے خاتمہ کے لیے لڑنا ہے۔

چاچا صادق، ضلع ملتان

پی کے ایم ٹی ہمارے جیسے لوگوں کے لیے ہی کام کر رہی ہے، ہم سب اس میں مل کر کام کو مزید مضبوط کریں گے۔

اعجاز بھائی، ضلع راجن پور

تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے مجھے ضلعی رابطہ کار بنانے میں تعاون کیا۔ پوری لگن سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کروں گا۔ ہم سب اس تحریک کے ساتھ ہیں اور کام کرتے رہیں گے۔

غلام جعفر، ضلع خیر پور

میری توقع سے بڑھ کر ساتھیوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور مجھے ضلعی رابطہ کار بنایا۔ ہم سب مل کر مزید کام کریں گے۔

ماسٹر رمضان، ضلع بدین

سال 2012 سے 2014 تک بھی ساتھیوں نے یہ ذمہ داری دی تھی اب دوبارہ دی ہے ان تمام ساتھیوں کا شکریہ۔ کوشش کروں گا کہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کروں۔ ہم نے آپس میں جڑنا ہے اور اس کام کو سنجیدگی سے کرنا ہے۔ ہمارے ضلع میں بہت تعاون کرنے والے لوگ ہیں ان سے مل کر کام کو آگے برھائیں گے۔

سلیم کمار، ضلع ٹنڈو محمد خان

ساتھیوں کا شکریہ جنھوں نے مجھ پر اعتماد کیا۔ پوری کوشش کریں گے جو کام پہلے نہ کر سکے انہیں پورا کریں۔ ساتھیوں سے گزارش ہے آپ دوسروں کی طرح سیاسی لیڈر نہ بنیں، پی کے ایم ٹی کے لیڈر بنیں اور مل کر کام کریں۔

مقصود احمد، صوبائی رابطہ کار پنجاب

پی کے ایم ٹی، پنجاب کے نومنتخب رابطہ کار مقصود احمد نے کہا پی کے ایم ٹی کا شکریہ جس نے اتنا اچھا پلیٹ فارم دیا، میں پوری کوشش کروں گا کہ بہتر کام کروں۔

فیاض احمد، صوبائی رابطہ کار کے پی کے

پی کے ایم ٹی خیبر پختونخوا کے نومنتخب صوبائی رابطہ کار فیاض احمد نے تمام نئے رابطہ کاروں کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہے کیوں کہ الطاف حسین میرے صوبے سے ہیں اور میرے ساتھ ہیں۔ طارق محمود میرے ساتھ ہیں، ہری پور کی ٹیم میرے ساتھ ہے، ان سب کی رہنمائی مجھے حاصل ہوگی۔ اس کے علاوہ مانسہرہ کی ٹیم بھی میرے ساتھ ہے اس لیے میرے لیے کام آسان ہے۔

علی نواز جلبانی، صوبائی رابطہ کار سندھ

تمام کامریڈ بھائی اور بہنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے مجھ پر اعتماد کیا۔ کوشش کروں گا کہ سندھ میں کسانوں کے مسائل اور پی کے ایم ٹی کے اندر جو مسائل ہیں ان کو حل کروں۔ سندھ میں پہلے کی طرح اچھا کام ہوگا۔ سندھ کو مثالی صوبہ بنا کر رکھیں گے اور یہ کام تب ہی ممکن ہوگا جب آپ سب کا ساتھ ہوگا۔ سندھ وہ صوبہ ہے جہاں ہاری تحریک شروع ہوئی اس مثال کو قائم رکھیں گے۔

الطاف حسین، مرکزی رابطہ کار پی کے ایم ٹی

نومنتخب مرکزی رابطہ کار الطاف حسین نے کہا کہ پاکستان کسان مزدور تحریک کا منشور کھیت مزدوروں کی بھلائی ہے جس سے پورے ملک میں خوشحالی آئے گی لیکن اس کے لیے ہمیں جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ میں 2008 سے پی کے ایم ٹی میں ایک کارکن کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں اور اس خواب کی تعبیر کے لیے ہم اب تک ایک ساتھ ہیں۔ خوشی ہے کہ اب ہمارے ساتھ بہت سے دوست بھی ہیں۔ ہم نے کوشش کی کہ پی کے ایم ٹی کو ایک ایسا پلیٹ فارم بنادیں جہاں سے سارے چھوٹے اور بے زمین کسان اپنے حق کے لیے لڑسکیں، ہم نے جنگ شروع کردی ہے۔ ایک دن آئے گا ہم پوری قوت کے ساتھ اپنے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ ہمیں اپنے مقصد کے لیے اکھٹا ہونا پڑے گا اور ہم رکیں گے نہیں۔ جب تک یہ نظام تبدیل نہیں ہوگا، تب تک خوشحالی نہیں آسکتی اور ایسا منت سماجت سے نہیں بلکہ جدوجہد اور مزاحمت سے ہوگا۔ آیئے اپنے حصے کا دیا جلائیں۔

اختتامی کلمات

الطاف حسین

مرکزی رابطہ کار جناب الطاف حسین نے اختتامی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا کہ پی کے ایم ٹی کے نومنتخب رابطہ کاروں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ سابق عہدیداروں نے بہت اچھا کام کیا جس کی وجہ سے آج ہم اس مقام تک پہنچے ہیں۔ آپ سب نے ہمیں منتخب کیا ہم پر اعتماد کیا، اب ہماری کوشش ہوگی کہ ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو جس سے تحریک کو کوئی نقصان پہنچے اور کوشش کریں گے کہ آپس میں رابطہ کاری مزید مضبوط ہو۔ آپ نے ہمیں عزت دی ہے ہم اس کی پاسداری کریں گے۔ ہماری تحریک رنگ، نسل، مذہب، زبان سے بالاتر ہے اور ہم سب ایک ہیں اور طبقاتی تفریق کے خلاف ہیں۔

حقوق کبھی مانگے نہیں جاتے بلکہ چھینے جاتے ہیں۔ اب ہمیں کوشش کرنی ہوگی کہ اپنے حقوق کے لیے لڑیں اور لڑنے کے لیے طاقت چاہیے۔ اپنی طاقت بڑھانے کے لیے ہم سب کو ایک ہونا پڑے گا، اتفاق کرنا ہوگا جیسے پانچوں انگلیاں مل کر ایک مکا بناتی ہیں، ہمیں مکا بننا پڑے گا۔ ہم سب کے تعاون سے کام کریں گے، رہنما اپنے کارکنان کے بغیر کچھ نہیں ہوتے، ہمارے رہنما کے ساتھ کارکنان کا ساتھ ہوگا تو پی کے ایم ٹی کو طاقت ملے گی۔ ہمارے معاشرے میں بہت نا انصافیاں ہیں جن کے خلاف ہمیں متحد ہونا ہے۔ اس پلیٹ فارم سے ہی ہم نے جنگ لڑنی ہے کیونکہ ہم نے مگر مچھ کے منہ میں ہاتھ ڈالنا ہے اس کے لیے متحد ہونے کی ضرورت ہوگی۔

پاکستان کسان مزدور تحریک

نواں سالانہ اجلاس، 4-3 دسمبر، 2016، لاہور

رینیول سینٹر، لاہور

وقت	موضوع	مقررین	شعبہ، تعلق
8:15 -8:50	رجسٹریشن		
9:00 - 9:10	افتتاحی کلمات	راجہ مجیب	قومی رابطہ کار پی کے ایم ٹی
9:10 - 9:30	ٹیبلو		
پہلا سیشن: پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبہ: اثرات اور مضمرات			
9:30 - 9:45	کلیدی خطاب	ہانی بلوچ	طالبہ
9:45 - 10:00	سی پیک اور بلوچستان		
10:00 - 10:15	پی کے ایم ٹی کی نظر میں سی پیک منصوبہ	آصف خان	پی کے ایم ٹی
10:15 - 10:30	گلگت بلتستان اور سی پیک منصوبہ	علی احمد جان	نوجوان رہنما
10:30 - 10:45	خیبر پختونخواہ کی صورتحال	علی اکبر	پی کے ایم ٹی
10:45 - 11:00	عالمی سطح پر سی پیک منصوبہ کی اہمیت، تبصرہ و تعلق (افغانستان، امریکہ)	ڈاکٹر عذار طلعت سعید	روٹس فار ایکوٹی
11:00 - 11:15	سوال و جواب		
11:15 - 11:30	چائے کا وقفہ		
11:30 - 11:50	ڈرامہ	خیر پور	
دوسرا سیشن: سلب ہوتی ہوئی آزادیاں: عورت			
11:50 - 12:05	عورتوں کی جنسی ہراست	نوین حیدر	استاد
12:05 - 12:15	زرعی مزدور عورتوں کے مسائل	فائزہ شاہد	روٹس فار ایکوٹی
12:15 - 12:30	گھریلو مزدور عورت کے مسائل	رابعہ وسیم	روٹس فار ایکوٹی
12:30 - 12:45	تجزیہ	روبینہ سہگل	دانشور

		سوال و جواب	12:45 - 1:00
		کھانے کا وقفہ	1:00 - 2:00
تیسرا سیشن: کسانوں کے خیالات اور تبصرے			
کسان، کھیتی باڑی	لعل جان، محمد بشیر، چوہدری اسلم، چچا اصغر، سونی	بول کہ لب آزاد ہیں تیرے	2:00 - 2:30
چوتھا سیشن: عوامی جدوجہد: ریاست کے ہتھکنڈے			
پاکستان ریلوے	جنید اعوان	لیبر قانون اور مزدور	2:30 - 2:45
انجمن مزارعین پنجاب	ڈیوڈ رحمت	پاکستان میں اقلیتی برادری کی مشکلات	2:45 - 3:00
سمرغ	نیلم حسین	پاکستان میں سول سوسائٹی کی مشکلات کا جائزہ	3:00 - 3:15
قومی رابطہ کار پی کے ایم ٹی	راجہ مجیب	عوامی تنظیموں کی مشکلات	3:15 - 3:30
		سوال و جواب	3:30 - 3:45
		اختتامی کلمات	3:45 - 4:00

8:00 - 10:00 (رات) پاکستان کسان مزدور تحریک یکجہتی محفل

4 دسمبر، 2016

شعبہ/تعلق	مقرر	موضوع	وقت
		دیسی بیجوں کی نمائش: دیسی بیج کے لیے اقدامات	8:00 - 9:00
		پی کے ایم ٹی ایوارڈ: اعزازی تقریب برائے وینا سابقہ نیشنل رابطہ کار پی کے ایم ٹی	9:00 - 9:15
		پائیدار زراعت ایورڈ	9:15 - 9:35
صوبائی رابطہ کار پی کے ایم ٹی، خیبر پختونخوا	طارق محمود	پی کے ایم ٹی سال 2015-16 کی سرگرمیوں کا جائزہ	9:35 - 10:05
	محمد شریف، محمد اسلم، علی اکبر، جمنی	نئے صوبائی اور قومی رابطہ کار: مشاورت	10:05 - 10:35
		چائے کا وقفہ	13:35 - 11:00
		ضلعی رابطہ کار کے چناؤ کے لیے صوبائی سطح کا مشاورتی عمل	11:00 - 12:00
		نئے ضلعی رابطہ کار چناؤ	12:00 - 12:15
		حلف برادری	12:15 - 12: 30
		اختتامی کلمات	12:30 - 12:40

ضمیمہ نمبر 2 مقررین کا مختصر تعارف

نمبر	مقررین	تعارف
1	راجہ مجیب	قومی رابطہ کار پی کے ایم ٹی
2	نیلم حسین	سمرغ
3	ہانی بلوچ	طالبہ
4	روبینہ سہگل	دانشور
5	ڈاکٹر نوین حیدر	استاد
6	آصف خان	پی کے ایم ٹی
7	ولی حیدر	سیکریٹری، پی کے ایم ٹی
8	جنید اعوان	پاکستان ریلوے ورکرز یونین
9	ڈاکٹر عذرا طلعت سعید	ایگزیکٹو ڈائریکٹر، روٹس فار ایکوٹی
10	علی احمد جان	نوجوان رہنما
11	علی اکبر	پی کے ایم ٹی
12	طارق محمود	صوبائی رابطہ کار، پی کے ایم ٹی، خیبر پختونخوا
13	ڈیوڈ رحمت	انجمن مزارعین پنجاب
14	فائزہ شاہد	روٹس فار ایکوٹی
15	رابعہ وسیم	روٹس فار ایکوٹی

روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity)

نے میزریور کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

اے۔1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی

فون : 00922134813320 فیکس: 00922134813321

بلاگ: roostforequity.noblogs.org